# سرور عالمؐ کا اصلی کارنامہ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سرورِ عالمؐ کا اصلی کارنامہ

دنیا جانتی ہے کہ نبی عربی حضرت محمد ﷺ انسانیت کے برگزیدہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قدیم ترین زمانے سے نوعِ انسانی کو خدا پرستی اور حسنِ اخلاق کی تعلیم دینے کیلئے اٹھتا رہا ہے۔ ایک خدا کی بندگی اور پاکیزہ اخلاقی زندگی کا درس جو ہمیشہ دنیا کے سچے پیغمبر، رشی اور منی دیتے رہے ہیں وہی آں حضرتؐ نے بھی دیا ہے۔ انھوں نے کسی نئے خدا کا تصور پیش نہیں کیا ہے، اور نہ کسی نرالے اخلاق ہی کا سبق دیا ہے، جو ان سے پہلے کے رہبران انسانیت کی تعلیم سے مختلف ہو۔ پھر سوال یہ ہے کہ ان کا وہ اصلی کارنامہ کیا ہے جس کی بنا پر ہم انھیں تاریخ انسانی کا سب سے بڑا آدمی قرار دیتے ہیں۔

اس سوال کا مختصر جواب یہ ہے کہ بے شک آں حضرتؐ سے پہلے انسان خدا کی ہستی اور اس کی وحدانیت سے آشنا تھا۔ مگر اس بات سے پوری طرح واقف نہ تھا کہ اس فلسفیانہ حقیقت کا انسانی اخلاقیات سے کیا تعلق ہے۔ بلاشبہ انسان کو اخلاق کے عمدہ اصولوں سے آگاہی حاصل تھی، مگر اسے واضح طور پر یہ معلوم نہیں تھا کہ زندگی کے مختلف گوشوں اور پہلوؤں میں ان اخلاقی اصولوں کی عملی ترجمانی کس طرح ہونی چاہیئے۔ خدا پر ایمان، اصول اخلاق اور عملی زندگی، یہ تین الگ الگ چیزیں تھیں، جن کے درمیان کوئی منطقی ربط، کوئی گہرا تعلق اور کوئی نتیجہ خیز رشتہ موجود تھا۔ یہ صرف محمد ﷺ ہیں، جنھوں نے ان تینوں کو ملا کر ایک نظام میں سمو دیا اور ان کے امتزاج سے ایک مکمل تہذیب و تمدن کا نقشہ محض خیال کی دنیا ہی میں نہیں، بلکہ عمل کی دنیا میں بھی قائم کر کے دکھایا۔

انھوں نے بتایا کہ خدا پر ایمان محض ایک فلسفیانہ حقیقت کے مان لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اس ایمان کا مزاج اپنی عین فطرت ہی کے لحاظ سے ایک خاص قسم کے اخلاق کا تقاضا کرتا ہے اور اس اخلاق کا ظہور انسان کی عملی زندگی کے پورے رویے میں ہونا چاہیے۔ ایمان ایک تخم ہے، جو نفسِ انسانی میں جڑ پکڑتے ہی اپنی فطرت کے مطابق عملی زندگی کے ایک پورے درخت کی تخلیق شروع کر دیتا ہے۔ اور درخت کے تنے سے لے کر اس کی شاخ اور پتی پتی تک میں اخلاق کا وہ جیون رس جاری و ساری ہو جاتا ہے، جس کی سوتیں تخم کے ریشوں سے اُبلتی ہیں۔ جس طرح یہ ممکن نہیں ہے کہ زمین میں بوئی تو جائے آم کی گٹھلی، اور اس سے نکل آئے لیمو کا درخت، اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ دل میں بویا تو گیا ہو خدا پرستی کا بیج اور اس سے رونما ہو جائے ایک مادہ پرستانہ زندگی، جس کی رگ رگ میں بد اخلاقی کی روح سرایت کیے ہوئے ہو۔ خدا پرستی سے پیدا ہونے والے اخلاق، اور شرک، دہریت یا مادہ پرستی سے پیدا ہونے والے اخلاق یکساں نہیں ہو سکتے۔ زندگی کے یہ سب نظریے اپنے الگ الگ مزاج رکھتے ہیں اور ہر ایک کا مزاج دوسرے سے مختلف قسم کے اخلاقیات کا تقاضا کرتا ہے۔ پھر جو اخلاق خدا پرستی سے پیدا ہوتے ہیں وہ صرف ایک خاص عابد و زاہد گروہ کیلئے مخصوص نہیں ہیں کہ صرف خانقاہ کی چاردیواری اور عزلت کے گوشے ہی میں ان کا ظہور ہو سکے۔ ان کا اطلاق وسیع پیمانے پر پوری انسانی زندگی میں اور اس کے ہر ہر پہلو میں ہونا چاہیے۔ ایک تاجر خدا پرست ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کی تجارت میں اس کا خدا پرستانہ اخلاق ظاہر نہ ہو۔ اگر ایک جج خدا پرست ہے تو عدالت کی کرسی پر، اور ایک پولیس مین خدا پرست ہے، تو پولیس پوسٹ پر اس سے غیر خدا پرستانہ اخلاق ظاہر ہونے کے کوئی معنی نہیں اور اسی طرح اگر کوئی قوم خدا پرست ہے تو اس کی شہری زندگی میں اس کے انتظامِ ملکی میں، اس کی خارجی سیاست میں اور اس کی صلح و جنگ میں خدا پرستانہ اخلاق کی نمود ہونی چاہیے ورنہ اس کا ایمان باللہ محض ایک لفظِ بے معنی ہے۔

اب رہی یہ بات کہ خدا پرستی کس قسم کے اخلاق کا تقاضا کرتی ہے اور ان اخلاقیات کا ظہور کس طرح انسان کی

لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ۔ (ترمذی، بیہقی)

مومن کبھی طعنے والا، لعنت کرنے والا، بدگو اور زبان دراز نہیں ہوا کرتا۔

یُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَی الْخِصَالِ کُلِّھَا اِلَّا الْخِیَانَةَ وَالْکِذْبَ۔ (احمد، بیہقی، فی شعب الایمان)

مومن سب کچھ ہو سکتا ہے، مگر جھوٹا اور خائن نہیں ہو سکتا۔

وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ الَّذِیْ لَا یَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔ (بخاری، مسلم)

خدا کی قسم وہ مومن نہیں ہے، جس کی بدی سے اس کا ہمسایہ امن میں نہ ہو۔

لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِیْ یَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰی جَنْبِهٖ۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

جو شخص خود پیٹ بھر کھائے اور اس کے پہلو میں اس کا ہمسایہ بھوکا رہ جائے وہ ایمان نہیں رکھتا۔

مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَّھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی اَنْ یُّنْفِذَهٗ مَلَاَ اللّٰہُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَّاِیْمَانًا۔ (ابوداؤد)

جو شخص اپنا غصہ نکال لینے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر ضبط کر جائے، اس کے دل کو خدا سکون و ایمان سے لبریز کرتا ہے۔

مَنْ مَّشٰی مَعَ ظَالِمٍ لِیُقَوِّیَهٗ وَھُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ۔ (بیہقی)

جو شخص کسی ظالم کو ظالم جانتے ہوئے اس کا ساتھ دے وہ اسلام سے نکل گیا۔

مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ۔ (احمد)

جس نے لوگوں کو دکھانے کیلئے نماز پڑھی یا روزہ رکھا، یا خیرات کی اس نے خدائی میں لوگوں کو شریک کیا۔

اَرْبَعٌ مَّنْ کُنَّ فِیْهِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا عَاھَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ (بخاری، مسلم)

خالص منافق ہے وہ شخص جو امانت میں خیانت کرے، بولے تو جھوٹ بولے، عہد کرے تو اسے توڑ دے، اور لڑے تو شرافت کی حد سے گزر جائے۔

عُدِلَتْ شَھَادَةُ الزُّوْرِ بِالْاِشْرَاکِ بِاللّٰہِ۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

جھوٹی گواہی اتنا بڑا گناہ ہے کہ شرک کے قریب جا پہنچتا ہے۔

اَلْمُجَاھِدُ مَنْ جَاھَدَ نَفْسَهٗ فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ وَالْمُھَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللّٰہُ عَنْهُ۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

اصلی مجاہد وہ ہے جو خدا کی فرماں برداری میں خود اپنے نفس سے لڑے اور اصلی مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑے جنھیں خدا ناپسند کرتا ہے۔

اَتَدْرُوْنَ مَنِ السّٰبِقُوْنَ اِلٰی ظِلِّ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ الَّذِیْنَ اِذَا اُعْطُوْا الْحَقَّ قَبِلُوْهُ وَاِذَا سُئِلُوْهُ بَذَلُوْهُ وَحَکَمُوْا لِلنَّاسِ کَحُکْمِھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ۔ (احمد)

قیامت کے روز خدا کے سائے میں سب سے پہلے جگہ پانے والے وہ لوگ ہوں گے جن کا حال یہ رہا کہ جب بھی حق ان کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے مان لیا اور جب بھی حق ان سے مانگا گیا تو انھوں نے کھلے دل سے دیا اور دوسروں کے معاملے میں انھوں نے وہ فیصلہ کیا جو وہ خود اپنے معاملے میں جانتے تھے۔

اِضْمَنُوْا اِلَی سِتًّا مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَضْمَنْ لَکُمْ الْجَنَّةَ اُصْدُقُوْا اِذَا حَدَّثْتُمْ وَاَوْفُوْا اِذَا وَعَدْتُّمْ وَاَدُّوْا اِذَا ائْتُمِنْتُمْ وَاحْفَظُوْا فُرُوْجَکُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ وَکُفُّوْا اَیْدِیَکُم۔ (احمد، بیہقی)

تم چھ باتوں کی ضمانت دو، میں تمہارے لیے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ بولو تو سچ بولو، وعدہ کرو تو وفا کرو، امانت میں پورے اترو، بدکاری سے پرہیز کرو، بدنظری سے بچو، اور ظلم سے ہاتھ روکو۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ خِبٌّ وَّلَا بَخِیْلٌ وَلَا مَنَّانٌ۔ (ترمذی)

دھوکہ باز اور بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہیں جاسکتا۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّهَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ فَالنَّارُ اَوْلٰی بِهٖ۔ (احمد، داری، بیہقی)

جو جسم حرام کی کمائی سے پلا ہو، اس کیلئے تو دوزخ کی آگ ہی زیادہ موزوں ہے وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔

مَنْ بَاعَ عَیْبًا لَمْ یُنَبِّهْ لَمْ یَزَلْ فِیْ مَقْتِ اللّٰهِ اَوْلَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَةُ تَلْعَنُهٗ ۔ (ابن ماجہ)

جس شخص نے عیب دار چیز بیچی اور خریدار کو عیب سے آگاہ نہ کیا، اس پر خدا کا غصہ بھڑکتا رہتا ہے اور فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

لَوْاَنَّ رَجُلاً قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ ثُمَّ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَاشَ وَعَلَیْهِ دَیْنٌ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَتّٰی یُقْضٰی دَیْنَهٗ۔

اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ وَالْمَرْاَةُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ سِتِّیْنَ سَنَةً ثُمَّ یَحْضُرُ هُمَا الْمَوْتُ فَیُضَارَّانِ فِی الْوَصِیَّةِ فَیُدْخِلُهُمَا النَّارُ۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

کوئی شخص خواہ کتنی ہی بار زندگی پائے اور خدا کی راہ میں جہاد کر کر کے جان دیتا رہے مگر وہ جنت میں نہیں جاسکتا۔ اگر اس نے کسی کا قرض لے کر ادا نہ کیا ہو۔

ایک شخص ۶۰ برس تک خدا کی عبادت کرتا ہے اور مرتے وقت ایک وصیت میں حق دار کی حق تلفی کر کے آپ کو دوزخ کا مستحق بنالیتا ہے۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَیِّئُ الْمَلَکَةِ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلِ مِنْ دَرَجَةِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ؟ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَاِفْسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ هِیَ الْحَالِقَةُ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جو اپنے ماتحتوں پر بری طرح افسری کرے میں تمہیں بتاؤں کہ روزے اور خیرات اور نماز سے بھی افضل کیا چیز ہے؟ وہ ہے بگاڑ میں صلح کرانا۔ اور لوگوں کے باہمی تعلقات میں فساد ڈالنا وہ فعل ہے جو تمام نیکیوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔

اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَاَقْذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُقْضٰی مَاعَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَا هُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ (مسلم)

اصلی مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز خدا کے روبرو اس حال میں حاضر ہو کہ اس کے ساتھ نماز روزے زکوٰۃ

سب کچھ تھے، مگر وہ کسی کو گالی دے کر آیا تھا، کسی پر بہتان لگا کر آیا تھا، کسی کا مال مار کر کھایا تھا، کسی کا خون بہایا تھا، اور کسی کو پیٹ کر آیا تھا، پھر خدا نے اس کی ایک ایک نیکی ان مظلوموں پر بانٹ دی اور ان مظلوموں کا ایک ایک قصور اس کے حساب میں ڈالا اور اس کے پاس کچھ نہ رہا ہو جو اسے دوزخ سے بچائے۔

لَنْ يَّهْلِكَ النَّاسُ حَتّٰى يَعْذِرُوْا مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ (ابوداؤد)

لوگ نجات سے محروم نہ ہوں اگر اپنی برائیوں کی تاویلیں کر کر کے اپنے نفس کو مطمئن نہ کریں۔

اَلْمُحْتَكِرُ مَلْعُوْنٌ۔ (ابن ماجہ، دارمی)

جو نرخ قیمتیں چڑھانے کیلئے مال روک رکھے وہ معلون ہے۔

مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا يُّرِيْدُ بِهِ الْغَلَاءَ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ وَبَرِئَ اللّٰهُ مِنْهُ

مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهٖ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كَفَّارَةً۔ (رزینؒ)

جس نے چالیس دن غلہ اس لیے روک رکھا ہے کہ قیمتیں چڑھ جائیں تو خدا کا اس سے اور اس کا خدا سے کوئی تعلق نہیں۔ پھر اگر وہ اس غلے کو خیرات بھی کر دے تو معاف نہیں کیا جائے گا۔

نے نبی کریم ﷺ کے بے شمار اقوال میں سے چند ہیں، جو میں نے محض نمونے کے طور پر آپ کے سامنے پیش کیے ہیں، ان سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضورؐ نے ایمان سے اخلاق کا اور پھر اخلاق سے زندگی کے تمام شعبوں کا تعلق کس طرح قائم کیا ہے۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ آپؐ نے اس چیز کو صرف باتوں کی حد تک نہ رکھا بلکہ عمل کی دنیا میں ایک پورے ملک کے نظام تمدن و سیاست کو انہی بنیادوں پر قائم کر کے دکھایا، اور آپؐ کا وہی کارنامہ ہے جس کی بناء پر آپ نوع انسانی کے سب سے بڑے رہنما ہیں۔